فقیہ سیاست مدار

وہ کون شخص ہے جو تاریخ ساز ہے　　معیارِ وقت کس کا نشیب و فراز ہے
سوزِ نفس ہے کس کا جو آہن گداز ہے　　عزم و عمل پہ کس کے مسلماں کو ناز ہے
آغوشِ مرگ پاتے ہی یہ کون سو گیا
کس کا وصال رنج ہمیشہ کو ہو گیا

پھونکی یہ روح کس نے قوم ایک جان بنی　　تحریکِ انقلاب کی عظمت نشان بنی
یہ کس کے دم قدم سے زمیں آسماں بنی　　تحریر کس کی غیرتِ صد کہکشاں بنی
توحید کا پیام دیا روس والوں کو
توڑا قلم کی نوک سے مسجد کے تالوں کو

وہ کس کا حوصلہ ہے جو جھک کر گھٹا نہیں　　وہ کون سر بلند ہے جو خم ہوا نہیں
دنیا کی طاقتوں سے جو دب کر رکا نہیں　　دل میں کسی کا خوف سوائے خدا نہیں
دہرا رہی ہے عزمِ حسینی کا تذکرہ
تاریخ لکھ رہی ہے خمینی کا تذکرہ

وہ عالمِ غشی وہ پریشان ڈاکٹر　　جس دم کہا کسی نے کہ آقائے نامور
یہ وقت ہے نماز کا چونکے اور اس پر　　یہ سن کے آنکھیں کھول دیں دیکھا ادھر ادھر
اللہ اکبر اپنی زباں سے ادا کیا
محراب میں اجل کی مصلیٰ بچھا دیا

پھیلا ہوا تھا ملتِ بیضا میں انتشار　　شیعہ بتانا خود کو گزرتا تھا ناگوار
اسلام تھا نحیف، مسلماں ذلیل و خوار　　تسبیح لے کے اٹھا جو دانائے روزگار
اسلام کی رگوں میں نیا خون بھر دیا
ایران کو جہاں میں سرافراز کر دیا

کی اس ادائے خاص سے حق کی صدا بلند　　اسلام دشمنوں کا ہوا ناطقہ بھی بند
تحریکِ انقلاب سے ملت ہے بہرہ مند　　اب ہو گئی ہے قوم زمانہ میں ارجمند
عزم و عمل کو لا کے حدِ اعتدال پر
گہری نگاہ ڈال عروج و زوال پر

اسلام مضمحل تھا زمانہ میں بالیقیں　　گرد و غبار میں تھا رخِ تنویرِ مبیں
غیبت نشیں ہے وارثِ قرآں، امامِ دیں　　اٹھا فرازِ دارِ رسالت کا جانشیں
چودہ سو سال بعد یہ منظر دکھا دیا
اندازِ جنگ و صلحِ پیمبر دکھا دیا

ایران کو وقار دیا دبدبہ دیا　　عظمت جو مٹ چکی تھی اسے پھر
وہ بے پناہ عزم دیا حوصلہ دیا　　بچوں کو بھی مبارزِ رعنا
شعلوں کا فرش دے دیا شاہی مزاج کو
زورِ قلم سے چھین لیا تخت و تاج کو

یہ اتحادِ باہمی اب تک سنا نہیں　　شیعہ ہے کون، کون ہے سنی
سب ایک دل ہیں کوئی کسی سے جدا نہیں　　جادو سیاستِ طلوی پر چلا نہیں
الٹا طلسم دیارِ ضلالت شعار کا
اپنے قلم سے کام لیا ذوالفقار کا

تحریکِ انقلاب کا پروردگار ہے　　ہر ہر قدم امانتِ اسمٰعیل و
کچھ شک نہیں فقیہ سیاست مدار ہے　　اے بیسویں صدی یہ تراشا
چھوڑا انہیں سے پہلوی قلعہ اجاڑ کر
پھینکا ہے آج کا درِ خیبر اکھاڑ کر

جرار چھولسی